OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828; pISSN: 2519-6480
Vol.13 Issue 14 December 2023

دہشت گردی اور فساد و حرابہ - تفسیری ادب کی روشنی میں جائزہ

TERRORISM, RIOTS (FASĀD) AND HARĀBA ----A REVIEW IN THE LIGHT OF LITERATURE

Iqra Jahangir
Ph.D Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore.

Dr. Sadia Gulzar
Assistant Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore.

Abstract-Islam is a complete code for life. It offers comprehensive and universal guidance related to moral, economic and social aspects of human life. One of the main goal of Islam is to achieve social peace, for this purpose Quran has various Devine orders. The verse-31 of Surah Al-Maidah has detailed all serious crimes in society that lead to polarization at the collective and individual level. Terrorism is also one of those crimes. Some scholars have explained the meaning of the word riot (Fasād'harāba) as terrorism. In this article, this study has been presented that although terrorism is a serious form of riot, it is not a substitute for the Qur'anic term due to several reasons. The purpose of this research paper is to study the term riot and terrorism and to conduct analysis whether these terms may or may not be used alternatively. The research paper is followed by descriptive and analytical methods.

Key Words- Qur'an, Surah Al-Maidah, Terrorism, Fasād', Harāba

دہشت گردی کی اصطلاح

چند دہائیوں قبل دہشت گردی کی اصطلاح بڑی شدت کے ساتھ زبان زدِ عام رہی، اِس کی وجہ پوری دنیا میں پے درپے ہونے والے خون ریزی اور قتل وغارت گری کے واقعات تھے۔ ذیل میں دہشت گردی کے معنی و مفہوم بیان کیے جاتے ہیں:

دہشت کا لفظ دہش سے نکلا ہے۔ دہش، ید ہَشُ، دہشاً۔ لغتِ عرب میں اِس مفہوم کے لیے رھبۃ، رھبیٰ، اور رھباء، کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جس میں ڈر اور خوف کا معنی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے الحکم الارِھابی، خوفزدہ کرنے کا حکم، علاوہ ازیں عوام کو خوفزدہ کرنے والے حاکم کو "الدرھابی" کہا جاتا ہے۔[1] "قائد اللغات" میں لفظ دہش کے معنی خوف و خطر اور ڈر کے بیان کیے گئے ہیں۔[2] "جامع اللغات" میں اِس کے معنٰی خوفناک، ہیبتناک، یا جس سے ڈر لگے بیان کیے گئے ہیں۔[3]

دہشت کے لیے انگریزی زبان میں (terror) کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جس کا معنٰی ہے غلبہ پانے والا خوف اور دہشت یا اس کی کوئی مثال، جو سیاسی دشمنوں یا شدت پسندوں کی جانب سے پیدا شدہ ہو۔[4]

دہشت گردی کی اصطلاحی تعریفات بمطابق مغربی مفکرین

اِس امر پر مغربی مفکرین متفق ہیں کہ دہشت گردی کی کوئی عالمی اور بین الاقوامی تعریف متعین نہیں کی جا سکی:

> There is no commonly accepted definition of terrorism, and, through many international organizations and countries have definitions with a lot in common, like oppression, cultural suppressions, hatred, desperation etc.[5]

(دہشت گردی کی کوئی عام طور پر قبول شدہ تعریف نہیں ہے، بہت سی بین الاقوامی تنظیموں اور ممالک کی بیان کردہ تعریفات میں کچھ امور مشترک ہیں، جیسے جبر، ثقافتی دباؤ، نفرت اور ہیجان وغیرہ۔)

دہشت گردی کی اصطلاحی تعریف مغربی مفکر "بین" نے اپنے آرٹیکل میں حکومتی پالیسیوں پر اثر انداز ہونے کے لیے معصوم شہریوں پر طاقت اور تشدد کا استعمال بیان کی ہے۔

> Terrorism, as generally defined, involves the use or threat of violence against innocent civilians in order to influence the actions or policies of some other, e.g. a government.[6]

ورلڈ بک انسائیکلوپیڈیا میں دہشت گردی کے حوالے سے درج ہے:

> Terrorism is the use of threat of violence to create fear and alarm, usually for political purposes. Terrorists murder and kidnap people, set of bombs, hijack air-planes, set fires, release harmful substances, and commit other serious crimes.[7]

(دہشت گردی خوف پیدا کرنے کے لیے تشدد کا استعمال ہے، عام طور پر سیاسی مقاصد کے لیے۔ دہشت گرد لوگوں کو قتل اور اغوا کرتے ہیں، بم دھماکے اور ہوائی جہاز ہائی جیک کرتے ہیں، آگ لگاتے ہیں، نقصان دہ مادے چھوڑتے ہیں، اور دیگر سنگین جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔)

دہشت گردی کے اہداف و مقاصد کے حوالے سے اینڈریو اور والٹر اپنے آرٹیکل میں لکھتے ہیں:

> Although the ultimate goals of terrorists have varied over time, five have had enduring importance: regime change, territorial change, policy change, social control, and status quo maintence.[8]

(اگرچہ وقت کے ساتھ ساتھ دہشت گردوں کے حتمی اہداف مختلف ہوتے رہے ہیں، لیکن پانچ کی دیرپا اہمیت رہی ہے: حکومت کی تبدیلی، علاقائی تبدیلی، پالیسی کی تبدیلی، سماجی کنٹرول، اور جمود کو برقرار رکھنا۔)

دہشت گردی کی اصطلاح کی مقبولیت انقلابِ فرانس کے بعد ہوئی۔[9] اگر عصری حوالے سے بات کی جائے تو دہشتگردی کی اصطلاح کا استعمال بڑے پیمانے پر نائن الیون کے واقعہ کے بعد ہوا اس حوالے سے ایڈورڈ لکھتے ہیں: ستمبر 2001ء کے واقعات کو شامل کیے بغیر دہشت گردی کی تاریخ کا بیان ممکن نہیں ہے۔[10]

حرابہ و فساد اور دہشتگردی-تفسیری ادب

قرآن پاک کے تمام تاریخی تراجم میں لفظ 'فساد' کا معنیٰ 'دہشت گردی' نہیں کیا گیا۔ بعض معاصر اہلِ علم نے فساد کا معنی و ترجمہ دہشتگردی کیا ہے۔ ہمارے علماء ہر صورتِ فساد سے اس قدر متنفر ہو چکے ہیں کہ اب قرآنِ مجید کے تازہ تراجم میں بھی یہ سوچ جھلک رہی ہے چنانچہ غلام رسول سعیدی تفسیر "تبیان القرقان" میں فساد کے معنی دہشت گردی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ[11]

"اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں دہشت گردی نہ کرو تو وہ کہتے ہیں: ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔"[12]

علاوہ ازیں آیتِ حرابہ کا ترجمہ بھی آپ نے اسی طرح بیان کیا ہے:

اِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا۔۔۔[13]

جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں دہشت گردی کرتے ہیں۔[14]

علامہ عبدالحکیم شرف قادری "انوار الفرقان فی ترجمۃ معانی القرآن" میں ہر جگہ فساد فی الارض کے معنٰی دہشت گردی بیان فرماتے ہیں:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ اَ لَا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ[15]

"اور جب انہیں کہا جائے: زمین میں دہشت گردی نہ کرو۔ تو کہتے ہیں: ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں" سنو! بے شک وہی دہشت گرد ہیں مگر وہ شعور نہیں رکھتے۔"[16]

سورۃ بنی اسرائیل کی ایک آیت کا ترجمہ آپ اِس طرح فرماتے ہیں:

وَ قَضَيْنَاۤ اِلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَ لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا[17]

"اور ہم نے بنی اسرائیل کو تورات میں بذریعہ وحی بتا دیا تھا کہ تم زمین میں ضرور دو مرتبہ دہشت گردی کرو گے اور ضرور ظلم اور سرکشی کی تمام حدیں پھلانگ جاؤ گے۔"[18]

بظاہر لفظ فساد کا معنٰی دہشت گردی کرنے کی دو بڑی وجوہات ہو سکتی ہیں:

ماضی قریب بالخصوص نائن الیون کے واقعہ کے بعد جس کا ماسٹر مائنڈ اُسامہ بن لادن کو قرار دیا گیا اِس کے نتیجے میں تمام ممالک میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ اسلام دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے۔ مسلمان تخریب کاری اور دہشت گردی میں ملوث ہوتے ہیں۔ عالمی دہشت گردی کے پیچھے مسلمان دہشت گرد تنظیمیں ہیں۔ چنانچہ اِس کے بعد مسلمان اہلِ علم نے اسلامی تعلیمات واحکام کو واضح کرنا شروع کیا اور اسلام کے تصورِ جہاد کی حقیقت کو بھی واضح کیا گیا۔ دہشت گردی کی ممانعت کے بہت سے دلائل بھی پیش کیے گئے، چنانچہ اس ضمن میں متعدد تصنیفات وجود میں آئیں جن کے عنوانات درج ذیل ہیں:

- اسلام اور دہشت گردی، ڈاکٹر خالد علوی

- جہاد اور دہشت گردی، حافظ مبشر حسین
- جہاد اور دہشت گردی چند عصری تطبیقات، ڈاکٹر محمد امین
- دہشت گردی اسلام کی نظر میں، ساجد علی مصباحی

فساد فی الارض کی ایک سنگین صورت دہشت گردی ہے۔لہذا فساد فی الارض کا معنٰی ہی دہشت گردی سمجھ لیا گیا، جیسا کہ غلام رسول سعیدی اور عبد الحکیم شرف قادری نے فساد کے معنٰی دہشت گردی بیان کیے ہیں۔

اگرچہ دہشت گردی فساد فی الارض اور حرابہ میں شامل ہے۔تاہم دہشت گردی کی اصطلاح کا بڑے پیمانے پر استعمال گزشتہ دو تین عشروں سے شروع ہوا ہے۔حالانکہ قتل و غارت کا سلسلہ عالم انسانیت میں شروع ہی سے کسی نہ کسی صورت میں چلا آرہا ہے۔خون ریزی، قتل و غارت اور دہشت گردی از روئے قرآن و حدیث حرام ہے۔

انسانی جان کا قتل-فساد دی الارض

اسلام نے بے قصور انسانی جان کو بڑی حرمت عطا کی ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

> مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًاؕ وَ مَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًاؕ[19]
>
> "اِسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا تھا کہ جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اُس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی ایک کی جان بچالے اِس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا۔"

اِس آیت مبارکہ میں نفسِ مومن یا نفسِ مسلم کی بات نہیں کہی گئی بلکہ نفسِ انسانی کی بات کی گئی ہے ۔گویا حرمتِ جان زبان، رنگ و نسل، مذہب اور چھوٹے بڑے کی تمیز کے بغیر انسانیت کی اجتماعی قدر ہے اور اِس کی حفاظت انسانیت کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔سوائے اِس کے کہ انسان کسی ایسے جرم کا ارتکاب کرے کہ اِس کی جان کی حرمت شریعت اور قانون کی نظر میں برقرار نہ رہے اور اِس کی جان مباح ہو جائے، جیسے: کسی کو ناحق قتل کرنا، امام برحق کے خلاف مسلح بغاوت کرنا، شادی شدہ کا زنا کرنا، اللہ تعالیٰ کی زمین میں فساد برپا کرنا وغیرہ۔

اِس آیت کی تفسیر میں عبدالرحمان السعدی لکھتے ہیں کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ دو امور کی بناء پر قتل جائز ہے:

اگر کسی نے جان بوجھ کر ناحق قتل کیا ہوا گر قاتل مکلف یا بدلہ لیے جانے کے قابل ہو' وہ مقتول کا باپ نہ ہو' تو اسے (قصاص میں) قتل کرنا جائز ہے۔* وہ لوگ جو لوگوں کے دین' جان اور اموال کو ہلاک کر کے زمین میں فساد برپا کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں، مثلا مرتدین، اہلِ کفر محاربین اور وہ لوگ جن کو قتل کئے بغیر اُن کے شر و فساد کا سدِ باب نہیں ہو سکتا۔اِسی طرح وہ راہزن وغیرہ ہیں جو لوگوں کا مال لوٹنے یا اُن کو قتل کرنے کے لئے شاہراہوں میں لوگوں پر حملہ کر دیتے ہیں۔[20]

قصاص کی بابت فرمانِ الٰہی ہے:

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۚ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ[21]

"اور ہم نے یہودیوں کے ذمہ تورات میں یہ بات مقرر کر دی تھی کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے۔ پھر جو شخص اس کو معاف کر دے تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہی لوگ ظالم ہیں۔"

حدیث مبارکہ میں قتلِ ناحق کی سنگینی کے بارے میں فرمانِ رسولؐ ہے:

لزوال الدنيا أهونُ على اللهِ مِن قَتلَ رجل مسلم۔[22]

"دنیا کی بربادی اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل ہونے سے کہیں زیادہ کمتر و آسان ہے"

اِسی حوالے سے ایک اور فرمانِ رسولؐ ہے:

لو أن أ هل السماءِ وأهل الارضِ اشتركوا في دمِ مؤمن لأَ كبهم اللهُ في النار۔[23]

"اگر آسمان اور زمین والے (سارے کے سارے) ایک مومن کے خون میں ملوث ہو جائیں تو اللہ ان (سب) کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیں گا۔"

یہ تمام آیات و احادیث قتلِ ناحق کی سنگینی پر دلالت کرتی ہیں، دہشتگردی بھی اِس میں شامل ہے۔

قرآنِ مجید میں کلمہ حرب وفساد کا استعمال

فساد کو دہشت گردی کے ہم معنیٰ قرار نہیں دیا جاسکتا،اِس کی بڑی وجہ قرآن پاک میں اِس لفظ کے متعدد استعمالات ہیں،اِس کا معنی دہشت گردی قرار دینااس کے مفہوم کو مقید کرنے کے مترادف ہوگا جو درست نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آیتِ حرابہ میں کلمہ حرب وفساد دونوں بیان فرمائیں ہیں:

اِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ[24]

"جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں اُن کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا مخالف سمت سے اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں، یا اُنہیں جلا وطن کر دیا جائے یہ تو ہوئی اُن کی دنیاوی ذلت اور خواری اور آخرت میں اُن کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے۔"

محارب کی متعدد تعریفات کی گئی ہیں جناب شیخ محمد حسن نے فساد فی الارض کی "تجرید اسلاح" سے تفسیر کی ہے اور محارب کی تعریف میں لکھا ہے:

وبالجملة: فالمدار على التجاهر بالسعى فى الأرض بالفساد بتجريد السلاح ونحوه للقتل أو سلب المال والأسر ونحو ذللک مما هو بعينه محاربة الله ورسوله[25]

(جیسا کہ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ فساد فی الارض کی سعی کرنے والے کو خدا اور اس کے رسول سے محاربہ کرنے والے سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا اور اس کے رسول سے محاربہ کرنے والا ہی بندگانِ خدا سے محاربہ کرتا ہے اور اُن سے محاربہ کرنے سے مراد تجرید سلاح یعنی اسلحہ نکالنا اور اُنہیں ڈرانا ہے۔)

حرب من اللہ ورسولہ مجازی معنی میں استعمال ہوا ہے، مفتی محمد شفیع اِس حوالے سے لکھتے ہیں: "اِس آیت میں محاربہ کو اللہ اور رسول ؐ کی طرف منسوب کی گیا ہے۔ حالانکہ ڈاکو یا بغاوت کرنے والے جو مقابلہ یا محاربہ کرتے ہیں وہ انسانوں کے ساتھ ہوتا ہے، وجہ یہ ہے کہ کوئی طاقتور جماعت جب طاقت کے ساتھ اللہ اور اِس کے رسول ﷺ کے قانون کو توڑنا چاہے، تو اگرچہ ظاہر میں اس کا مقابلہ عوام اور انسانوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ لیکن درحقیقت اس کی

جنگ حکومت کے ساتھ ہوتی ہے، اور اسلامی حکومت میں جب قانون اللہ اور رسول کا نافذ ہو تو یہ محاربہ بھی اللہ و رسول ہی کے مقابلہ میں کہا جائیگا۔"[26]

کلمہ حرب وفساد ایک وسیع تر مفہوم کا حامل ہے اِس کا تعلق محض قتل وغارت گری سے نہیں ہے بلکہ یہ تمام معاشرتی بُرائیوں اور اُن کے احکام سے بحث کرتا ہے۔ذیل میں ان دونوں الفاظ کے قرآنی استعمالات کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

1۔سودی نظام-حرب من اللہ ورسولہ

اللہ تعالیٰ نے سود اور سودی نظام کو حرب من اللہ ورسولہ سے تعبیر فرمایا ہے:

فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ[27]

"پھر اگر تم نے یہ نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بڑی جنگ کا اعلان سن لو اور اگر توبہ کر لو تو تمھارے لیے تمھارے اصل مال ہیں، نہ تم ظلم کروگے اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔"

سود سے متعلق اِس قدر سخت وعید کی وجہ بیان کرتے ہوئے مولانا عبدالرحمٰن کیلانی لکھتے ہیں: " سود اسلامی تعلیمات کا نقیض اور اِس سے براہِ راست متصادم ہے۔اسلام کے معاشی نظام کا تمام تر ماحصل یہ ہے کہ دولت گردش میں رہے اور اس گردش کا بہاؤ امیر سے غریب کی طرف ہو۔اسلام کے نظام زکوۃ و صدقات کو اسی لئے فرض کیا گیا ہے اور قانون میراث اور حقوق باہمی بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں۔ جبکہ سودی معاشرہ میں دولت کا بہاؤ ہمیشہ غریب سے امیر کی طرف ہوتا ہے۔اس لحاظ سے بھی سود اسلام کے پورے معاشی نظام کی عین ضد ہے۔"[28]

سودی کاروبار کو حرب من اللہ ورسولہ سے تعبیر کیا گیا۔اس حوالے سے مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں: "یہ وعید اِس قدر شدید ہے کہ کفر کے سوا اور کسی بڑے سے بڑے گناہ پر قرآن میں ایسی وعید نہیں آئی"[29]

اِس جنگ کی ہمہ گیر نوعیت کے حوالے سے سید قطب لکھتے ہیں: "اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے سود خوروں کے خلاف اعلانِ جنگ ہر اُس معاشرے کے خلاف ہے جو اپنے اقتصادی نظام کی بنیاد سود پر رکھتا ہو، یہ جنگ ہمہ گیر ور خوفناک جنگ ہے۔یہ خیر و برکت اور خوشحالی کے خلاف ربا کی جنگ ہے یہ ہمہ گیر، خوفناک اور تباہ

کن جنگ ہے، یہ اس کرہ ارض پر اس لیے برپا ہوتی ہے کہ یہاں کا نظام اصولِ ربا پر مبنی ہو جاتا ہے اور جس کی وجہ سے اس زمین سے خیر و برکت ختم ہو کر رہ جاتی ہے، اور خوشحالی ناپید ہو جاتی ہے۔"[30]

2۔جنگ و قتال

محاربہ کے ایک معنی جنگ و قتال کے بھی ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِی الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ

"سو اگر کبھی تو انہیں لڑائی میں پائے تو انہیں ایسی سزا دے کہ ان کے پچھلے دیکھ کر بھاگ جائیں تاکہ انہیں عبرت ہو۔"

سورۃ مائدہ میں اِس حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا ۭ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ[31]

"جب کبھی لڑائی کے لیے آگ سلگاتے ہیں تو اللہ اس کو بجھا دیتا ہے، اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں، اور اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

اِسی طرح سورۃ توبہ میں مسجدِ ضرار کی تاسیس کو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کے مترادف قرار دیا گیا ہے:

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِیْقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰی ۭ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ[32]

"اور جنہوں نے مسجد بنائی ہے نقصان پہنچانے اور کفر کرنے اور مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کے لیے، اور ان لوگوں کے گھات لگانے کے لیے جو اللہ اور اس کے رسول سے پہلے لڑ چکے ہیں، اور البتہ وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصد تو صرف بھلائی تھی، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک وہ جھوٹے ہیں۔"

اِس واقعہ کی وضاحت میں حافظ ثناء اللہ امر تسری لکھتے ہیں: "اِس عمارت کی تعمیر کا مقصد مسلمانوں کو تکلیف دینا، رسولِ خدا سے متعلق شبہات پیدا کرنا، اللہ سے کفر کرنے کو آڑ بنانا اور مسلمانوں میں تفریق ڈالنا تھا۔"[33]

مفتی محمد شفیع اس حوالے سے بیان کرتے ہیں: "اِس آیت میں مذکور مسجد بنانے کی تین غرضیں ذکر کی گئی ہیں، اولا ضرار، یعنی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے، دوسری غرض تفریق بین المؤمنین، اور تیسری غرض ارصاد المن حارب اللہ بتلائی گئی، جس کا حاصل یہ ہے کہ اِس مسجد سے یہ کام بھی لینا تھا کہ یہاں اللہ اور رسول کے دشمنوں کو پناہ ملے اور وہ یہاں مسلمانوں کے خلاف سازشیں کیا کریں۔"[34]

انھی اغراضِ مفسدہ کی بناء پر اِس عمارت کی تعمیر کو جسے بظاہر مسجد کا نام دیا گیا اللہ اور اِس کے رسول سے جنگ کے مترادف قرار دیا گیا۔

سورۃ محمد میں بھی کفار کے حوالے سے کلمہ حرب جنگ و پیکار کے معنی میں استعمال ہوا ہے:

حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا[35]

"یہاں تک کہ لڑائی والے اپنے ہتھیار ڈال دیں"

قرآنِ مجید میں کلمہ فساد کا استعمال

قرآن مجید میں فساد کا لفظ پچاس سے زائد موارد میں ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فساد، فساد برپا کرنے اور فساد پیدا کرنے والوں کے خلاف خبردار کیا ہے اور اِن کو اس طرح کے اعمال سے روکا گیا ہے۔

لفظ فساد مادہ 'فسد' سے اخذ کیا گیا ہے۔ جس کے معنی تباہی، خرابی، فتنہ، لڑائی جھگڑا، ہنگامہ، شرارت اور مخالفت کے ہیں۔[36]

امام راغب اصفہانی نے مفردات القرآن میں فساد کے درج ذیل معنی بیان فرمائیں ہیں:

الفساد: خروج الشئ عن الأ عتدال، قليلا كان الخروج عنه أو كثيرا، و يضاده الصلاح ويستعمل ذلک فی النفس، والبدنِ، والأشياء الخارجة عن الإستقامةِ،[37]

(فساد کے معنیٰ کسی چیز کے حدِ اعتدال سے تجاوز کر جانا کے ہیں خواہ وہ تجاوز کم ہو یا زیادہ یہ اصل میں صلاح کی ضد ہے اور نفس، بدن اور ہر اُس چیز کے متعلق استعمال ہوتا ہے جو حالتِ استقامت سے نکل چکی ہو۔)

امام مناوی نے لفظ فساد کی وضاحت میں بیان کیا ہے کہ:

الفساد: هو انتقاض صورة الشئ۔[38]

"کسی چیز کی صورت کو توڑ دینا یا ختم کر دینا فساد کہلاتا ہے۔"

قرآن مجید میں کلمہ فساد متعدد معنی میں مستعمل ہے۔ ذیل میں اِس حوالے سے چند آیات کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

1-نافرمانی

سورۃ بقرہ میں مفسدین کے بارے میں فرمایا گیا:

وَاِذَا قِيْلَ لَہُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ[39]

"اور جب اُنہیں کہا جاتا ہے کہ ملک میں فساد نہ ڈالو تو کہتے ہیں کہ ہم ہی تو اصلاح کرنے والے ہیں۔"

2-ہلاک کرنا اور خون خرابہ کرنا

بنی اسرائیل کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا[40]

"ہم نے بنو اسرائیل کے لئے ان کی کتاب میں صاف فیصلہ کر دیا تھا کہ تم زمین میں دو بار فساد برپا کرو گے اور تم بڑی زبردست زیادتیاں کرو گے۔"

اس آیت قرآنی کی تفسیر یوں کی گئی ہے: "اللہ تعالیٰ نے تورات میں بنی اسرائیل کے بارے میں یہ خبر دی تھی کہ وہ لوگ گناہوں کا ارتکاب کر کے زمین میں فساد پھیلائیں گے، اللہ کے قوانین کی نافرمانی کریں گے اور لوگوں پر ظلم کریں گے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور زمین کو ظلم و فساد سے بھر دیا، تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر ایسے لوگوں کو مسلط کر دیا جو بہت ہی زیادہ طاقتور اور ظلم و جور والے تھے انہوں نے اُن کے گھروں میں گھس کر خوب قتل و غارت کی اور انہیں غلام بنالیا جب انہوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ اولاد اور مال و دولت سے نوازا اور اُن کی ذریت میں خوب برکت دی، یہاں تک کہ اُن کی بہت بڑی تعداد ہو گئی۔"[41]

اِس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اعمالِ بد اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی بھی ظلم و فساد، غلامی اور قتل و غارت گیری کا سبب ہے۔

اِسی طرح سورۃ مومنون میں فرمان ہے:

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۚ بَلْ اَتَيْنَاهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ[42]

"اگر حق ہی ان کی خواہشوں کا پیرو ہو جائے تو زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی ہر چیز درہم برہم ہو جائے حق تو یہ ہے کہ ہم نے انہیں ان کی نصیحت پہنچادی ہے لیکن وہ اپنی نصیحت سے منہ موڑنے والے ہیں۔"

3۔اعمالِ بد اور فساد

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ظَہَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَھُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّہُمْ یَرْجِعُوْنَ[43]

"خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا۔تاکہ اللہ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے تاکہ وہ باز آجائیں۔"

اِس آیت کی تفسیر میں حافظ عبد السلام لکھتے ہیں: "خشکی سے مراد زمین کے میدان پہاڑ اور صحرا وغیرہ ہیں اور سمندر سے مراد سمندری جزیرے، ساحلوں پر آباد شہر اور بستیاں اور سمندروں میں سفر کرنے والے جہاز اور کشتیاں ہیں ۔فساد سے مراد ہر آفت اور مصیبت ہے، چاہے وہ جنگ وجدال اور قتل وغارت کی صوٗرت میں نازل ہو یا قحط، بیماری فصلوں کی تباہی بدحالی، سیلاب اور زلزلے وغیرہ کی صورت میں ہو۔"[44]

آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ فسق وفجور اور معاصی بھی ہر طرح کی آفت کا باعث بنتے ہیں۔

4۔قتل وغارت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰی وَقَوْمَہٗ لِیُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ[45]

"اور قومِ فرعون کے سرداروں نے کہا کہ کیا آپ موسیٰ اور ان کی قوم کو یوں ہی رہنے دیں گے کہ وہ ملک میں فساد کرتے پھریں"

اِسی طرح سورۃ مومن میں فرمانِ ربانی ہے:

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی وَلْیَدْعُ رَبَّہٗ ۚاِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَکُمْ اَوْ اَنْ یُّظْہِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ[46]

"اور فرعون نے کہا مجھے چھوڑ دو کہ میں موسیٰ کو مار ڈالوں اور اِسے چاہیے کہ اپنے رب کو پکارے مجھے تو ڈر ہے کہ یہ کہیں تمہارا دین نہ بدل ڈالے یا ملک میں کوئی (بہت بڑا) فساد برپا نہ کر دے۔"

سورۃ کہف میں فرمانِ ربانی ہے:

اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ[47]

"بے شک یاجوج اور ماجوج نے زمین میں فساد برپا کر رکھا ہے۔"

5۔روابط منقطع کرنا

فساد کی ایک جامع تعریف قرآن میں یہ کی گئی ہے کہ اُن روابط اور تعلقات کو خراب کرنا جو فی الحقیقت انسانی تمدن کی بنیاد ہیں چنانچہ فرمایا:

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ[48]

"اور جو لوگ اللہ کے عہد کو مضبوط باندھنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور تعلقات کو قطع کرتے ہیں جنہیں جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اِنہی پر اللہ کی لعنت ہے اور وہی ہیں جن کے لیے بُرا ٹھکانا ہے۔"

اِس سے وہ تمام جائز تعلقات مراد ہیں جو مختلف تمدنی اور عمرانی حیثیات سے بنی نوع انسان کے افراد اور جماعتوں میں قائم ہوتے ہیں مثلاً عزیزوں، رشتہ داروں، ہمسایوں، کاروباری، اور لین دین کے تعلقات و معاملات، ملکوں اور حکومتوں کے مابین عہد و پیمان اور باہمی اعتماد کے تعلقات چونکہ یہی روابط انسانی تمدن کی بنیاد ہیں اور انہی کے توڑنے سے دنیا میں لڑائی جھگڑے پھیلتے ہیں اِس لیے اللہ تعالیٰ نے اِن کے قطع کرنے کو فساد سے تعبیر کیا، اور اِس پر لعنت کی وعید فرمائی ہے۔

اِس آیت کی تفسیر میں علامہ محمد حنیف لکھتے ہیں: "اسلام بحثیت مجموعی امن و طمانیت اور انسانیت کا علمبردار ہے۔ اِس لئے ہر وہ امر جو از روئے اسلام باطل ہے۔ اسلام کی اصطلاح میں فساد فی الارض کے مترادف ہے۔ شرک بھی فساد ہے غیر مشروع تحریکات بھی فساد کے ضمن میں آجاتی ہیں۔ فسق و فجور بھی ایک نوع کا فساد ہے۔ یعنی اسلام سراپا امن و سکون ہے اور کفر احتلال و تخریب ہے۔"[49]

6۔ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار کی کوشش

فساد کا ایک معنی مسلمانوں کی صفوں میں انتشار سے تعبیر کیا گیا ہے۔ محمد قطب شہید لکھتے ہیں کہ: "فساد فی الارض کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ نارواطریق اور بدنیتی سے اسلامی معاشرے کی بنیادوں کو منہدم کرنے اور مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کی کوشش کی جائے اور ایک صحیح اسلامی حکومت کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرنے اور دشواریاں کھڑی کرنے کی حرکت کا ارتکاب کیا جائے۔اِس مقام پر فساد فی الارض اور شریعت اسلامی کی خلاف ورزی کرنے والے مسلمان حاکم کی مخالفت کے درمیان فرق کو اچھی طرح ملحوظ رکھنا چاہیے۔"[50]

7۔ منکرات اور بے حیائی کا ارتکاب

فساد کی واضح ترین صورت جو کہ آج کل کے عرفی معنٰی کے بھی قریب ترین ہے وہ منکرات اور بے حیائی کا ارتکاب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوطؑ کی قوم سے متعلق فرمایا:

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ[51]

"لوط نے جب اپنی قوم سے کہا: بلاشبہ تم اِس بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو جس کا تم سے پہلے اہلِ عالم میں سے کسی نے بھی ارتکاب نہیں کیا، تم (شہوت کے لیے) مردوں کے پاس جاتے ہو اور رہزنی کرتے ہو؟ اور اپنی محافل میں بُرے کام کرتے ہو؟ پس اُن کی قوم کا جواب صرف یہ تھا کہ: ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ اگر تم سچے ہو، لوطؑ نے کہا: میرے رب! اِن مفسدوں کے خلاف میری مدد فرما۔"

8۔ ظلم و تجاوز اور فساد

سورۃ نمل میں اِس حوالے سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ[52]

"اس نے کہا کہ بادشاہ جب کسی بستی میں گھستے ہیں تو اسے اُجاڑ دیتے ہیں اور وہاں کے باعزت لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے"

9۔ جادو گری

سورۃ یونس میں جادو گری سے متعلق فرمانِ ربانی ہے:

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ[53]

"سو جب انہوں نے ڈالا تو موسیٰ نے فرمایا کہ یہ جو کچھ تم لائے ہو جادو ہے۔ یقینی بات ہے کہ اللہ اس کو ابھی درہم برہم کئے دیتا ہے اللہ ایسے فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا"

ان آیات سے کے مطابق مفسد وہ شخص ہے جو کسی شے کو سلامتی اور اصلاح کی حالت سے نکال دے۔ لہذا سب سے بڑا مفسد وہ ہے جو لوگوں میں رعب اور دحشت پیدا کر دے اور اُن کی امنیت کو سلب کرنے کے لیے اسلحہ ہاتھ میں لے کر قتل و غارت اور جنگ و خون ریزی کرنا شروع کر دے۔ جو لوگ معاشروں میں قتل و غارت کے ذریعے لوگوں کا سکون و چین چھین لیتے ہیں وہ ہی مفسد فی الارض اور محارب ہیں اور معاشروں کے اعتدال کو ختم کرنے والے ہیں، لہذا ہر وہ جرم جو معاشرے کے اعتدال کو ختم کر دیتا ہے فساد اور حرابہ کہلاتا ہے، مثلاً بڑے پیمانے پر قتل و خون ریزی، ڈاکہ زنی، لوگوں کی آبرو ریزی، سود، رشوت اور کرپشن کے ذریعے معاشی نظام کو تباہ کرنا، فحاشی و عریانی کے ذریعے اجتماعی اور اخلاقی بگاڑ پیدا کرنا، دھوکہ فراڈ، اسمگلنگ اور منشیات فروشی جیسے جرائم حرابہ اور فساد فی الارض کہلاتے ہیں۔

حاصلِ کلام

کرہ ارض پر فساد صرف دہشت گردی کی صورت میں رونما نہیں ہوتا۔ فساد و محاربہ ایک وسیع مفہوم کی حامل اصطلاحات اور تصور ہیں۔ دہشت گردی فساد فی الارض کی ایک سنگین نوعیت و صورت ہے جو کہ قرآن و حدیث کے بے شمار احکام کی رو سے حرام ہے۔ دہشت گردی کی تعریفات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف دہشت گردی کی بین الاقوامی تعریف، بلکہ اِس کے اہداف و مقاصد بھی متعین نہیں کیے جاسکے، بر خلاف اِس کے حرب و فساد کا قرآنی مفہوم بالکل واضح ہے، اور اِس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ عصرِ جدید میں دہشت گردی کی اصطلاح بڑے پیمانے پر انسانی جانوں کے اتلاف کا نام ہے۔ اگر کوئی شخص کسی فرد کو باہمی جھگڑے کی صورت میں قتل کر دے یا رہزنی کی صورت میں قتل کر دے تو اِس شخص کو دہشت گرد نہیں کہا جاتا، جبکہ قرآن مجید کے مطابق کسی ایک انسانی جان کا قتلِ ناحق خواہ کسی بھی صورت میں ہو فساد ہے، اور ایسا کرنے والا مفسد و محارب ہے۔ دہشت

گردی کے معنٰی میں خوف و ہراس کا عنصر غالب ہے۔اِس کا اطلاق اُن تمام جرائم ،واقعات و حالات پر ہوتا ہے جو خوف و ہیبت کا باعث بنتے ہیں۔ بر خلاف اِس کے محاربہ و فساد میں معاشرتی عدم استحکام اور بگاڑ کا باعث بننے والے تمام امور شامل ہیں مثلاً معاشی نظام کے تحفظ کے لیے ناپ تول میں کمی اور سودی نظام کو فساد قرار دیا گیا، معاشرتی اقدار کے تحفظ کے لیے بے حیائی، منکرات اور عمل قومِ لوط کو فساد قرار دیا گیا اور خاندانی نظام کے تحفظ کے لیے قطع تعلقی کو فساد قرار دیا گیا، لوگوں کے اموال کے تحفظ کے لیے قرآن مجید نے قتل وغارت، مسلح ڈاکہ زنی و لوٹ مار کو فساد فی الارض قرار دے کر سب سے بڑا جرم بتایا ہے اور اسے محاربہ یا حرابہ یعنی اللہ تعالیٰ اور اِس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ سے تعبیر کیا ہے۔

چنانچہ دینِ اسلام فساد و محاربہ کے جامع تصور کے ذریعے سے تمام تر انسانی مصالح کو تحفظ فراہم کرتا ہے اور بہترین اقدار کے حامل معاشرے کی تعمیر کے ہمہ گیر احکام پر مشتمل ہے جبکہ دہشت گردی کا مفہوم اِس سے خالی ہے۔

دہشت گردی کا تصور انقلابِ فرانس اور بعد ازاں نائن الیون کے بعد زبان زدِ عام رہا جبکہ فساد کی تاریخ اُسی قدر پرانی ہے جس قدر انسانی تاریخ، قصہ تخلیقِ آدمؑ اسی کی مثال ہے۔

دہشت گردی گزشتہ چند دہائیوں سے وجود پانے والی ایک اصطلاح ہے، جبکہ فساد کا سلسلہ آغازِ دنیا سے جاری و ساری ہے۔دہشت گردی کا لفظ قرآنی اصطلاح فساد کا مترادف قرار نہیں دیا جا سکتا، دہشت گردی از روے قرآن و حدیث حرام ہے قرآنِ پاک کی بہت سی آیات اِس کی دلیل ہے اِس لیے اسے حرام ثابت کرنے کے لیے لفظ فساد کا معنٰی دہشت گردی کرنا مناسب نہیں ہے۔

حوالہ جات و حواشی

---

[1] لویس معلوف،المنجد،(مترجم،مولانا ابوالفضل عبدالحفیظ بلیاوی)،لاہور،مکتبہ العلم،ص361۔

Lois m'alof,(Mūtarajim, Abu āl Fażal Abdūl Hafīz Blyawī),Lahore, Maktaba al 'ilm, p.361.

[2] جالندھری،ابو نعیم عبدالحکیم خان نشتر،قائد اللغات،لاہور،حامد اینڈ کمپنی،ص509۔

Jālandhrī, Abu Naeem Abdūl Hakīm khān Nishter, Qaid ul lūghat, Lahore, Hāmid and Compani, p.509.

[3] خواجہ عبدالمجید،جامع اللغات،لاہور،اُردو سائنس بورڈ،2003ء،ج،1،ص1050۔

Khwāja Abdul Majīd, Jam- ul- lūghat, Lahore, Urdu Science Board,2003,vol,1,p.1050.

[4] جمیل جالبی، قومی انگریزی اُردو لغت،اسلام آباد،مقتدرہ قومی زبان،2002ء،ص،2061۔

Jameel Jālbī, Qaumī Angrazī ūrdu lūghat, Islāmabād, Mūqtdra Qaumī Zubān, 2002, p. 2061.

[5]Edward P.halibozek, Gerald L.kovacich, Andrew jones, Corporate Security Proffessional's Handbook on Terrorism, Butterworth Publication, 2008, p.4-8.

[6]Ben Saunders, Acts of Self -harming Protest and the definition of Terrorism, Torture Terrorism and the use of Violence, Journal of Political Philosophy, (Edited: Jeremy Wisnewski), Cambridge Scholars Publishing, vol:6, p.1 &175

[7]The World Book Encyclopedia, Chicago, World Book, Nov 2009,vol:19, p.177

[8]Andrew, H. kydd and Barbara F. Walter, The Strategies of Terrorism, Harvard College, International Security, 2006, vol: 31, No.1, p.52.

[9]Bruce Hoffman, Inside Terrorism, New York, Colombia University Press,1893 ,p.15.

[10] Corporate Security Professional's Handbook on Terrorism, p.23.

سورۃالبقرۃ،2:11۔[11]

Surah al Baqarah, 2:11.

سعیدی، غلام رسول، تبیان الفرقان، لاہور ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2015ء، ج،1ص،206۔[12]

Saeedī, Gulām Rasool, Tibyān ul Fūrqān, Lahore, Zia ul Fūrqān Publications, 2015, vol. 1, p.206.

سورۃالمائدۃ،5:33۔[13]

Surah al Ma'idah, 5:33

سعیدی، غلام رسول، تبیان الفرقان، ج،2، ص143۔[14]

Saeedī, Gulām Rasool, Tibyān ul Fūrqān, vol. 2, p.143.

سورۃالبقرۃ،2:11،12[15]

Surah al Baqarah, 2:11-12.

[16]قادری، محمد عبدالحکیم شرف، انوار الفرقان فی ترجمۃ معانی القرآن، ص،4-5

Qadrī Mūḥammād Abdūl Hakīm Sharf, Anwār ul Fūrqān fī Tarjumah ma'anī ul Qur'an, p 4-5.

سورۃ بنی اسرائیل،4:17۔[17]

Surah Banī Israel, 17:4

قادری، محمد عبدالحکیم شرف، انوار الفرقان فی ترجمۃ معانی القرآن، ص،507۔[18]

Qadrī Mūhammād Abdūl Hakīm Sharf, Anwār ul Fūrqān fī Tarjumah ma'anī ul Qur'an, p.507

سورۃالمائدہ،5:32۔[19]

Surah al Ma'idah, 5:32

* قاتل والد نہ ہو، یعنی مقتول قاتل کا بیٹا، بیٹی، پوتا یا پوتی وغیرہ نہ ہو، نبی کا فرمان ہے: **"لا یقتل والد بولدہٖ"** اولاد کے بدلے والد کو قتل نہ کیا جائے۔ یہ جمہور کا مسلک ہے۔

[20] السعدی، عبدالرحمان، تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان، (مترجم، پروفیسر طیب شاہین لودھی) لاہور، دارالسلام، ج6، ص679۔

Al Sa'adi, Abdūl Rāhmān, Tīsīr Al Karīm Al Rahman fi Tafseer Kalām Al Manān (Mūtarajam, Professor Tayyab Shaheen Lodhī),Lahore, Dār ul Islām, vol, 6, p. 679

[21] سورۃ المائدہ، 45:5۔

Surah al Ma'idah, 45:5.

[22] الترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی بن سورۃ، السنن، مصر، دار التاصیل، 1437ھ/2012ء، ح1462، ج4، ص476۔

Al-Tirmidhī, Muḥammad bin ʿĪsā, Al-Sūnan, Dār ul Tasīl, 1437 Hijri / 2012, Ḥadīth # 1462, vol. 4, p. 476.

[23] الترمذی، السنن، ح1465، ج4، ص478۔

Al-Tirmidhī, Al-Sūnan, Ḥadīth #1465, vol 4, p. 478.

[24] سورۃ المائدۃ، 33:5۔

Surah al Ma'idah, 5:33.

[25] نجفی، شیخ محمد حسن، جواھر الکلام فی شرائع الاسلام، موسسۃ النشر الاسلامی، 1434ھ، ج42، ص92۔

Najfī, Sheikh Mūḥammad Hassan, Jawāhar al kālam fī Shra'ia al Islām, Mossah al nashar al Islamī, Hijri 1434, Vol. 42, p. 92.

[26] عثمانی، محمد شفیع، معارف القرآن، کراچی ادارۃ المعارف، 1422ھ/2001ء، ج3، ص119-120۔

Usmanī, Mūḥammad Shafī, Mua'raf al Qur'an, Karachi Idarah al Mua'raf, Hijri 1422 / 2001, vol. 3, p. 119-120.

[27] سورۃ البقرۃ، 279:2۔

Surah al Baqarah, 2: 279

[28] کیلانی، عبدالرحمٰن، تیسیر القرآن، لاہور، مکتبہ السلام، 1432ھ، ج1، ص229۔

Kīlanī, Abdūl Rahmān, Tayseer al Qur'an, Lahore, Mūktāba al Islām, Hijri 1432, vol.1, p. 229.

[29] عثمانی، محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ج1، ص656۔

Usmanī, Mūḥammad Shafī, Mua'raf al Qur'an, vol.1, p. 656.

[30] سید قطب شہید، فی ظلال القرآن، مترجم، سید معروف شاہ شیرازی، لاہور، ادارہ منشورات اسلامی، (س-ن)، ج1، ص503۔

Syed Qūtab Shaheed, fī zilāl al Qur'an, (Mūtarajām: Syed Ma'roof Shāh Sherāzī, Lahore, Idarah Manshorāt Islamī, vol. 1, p.503.

[31] سورۃ المائدہ، 64:5۔

Surah al Ma'idah, 5:64

32 سورۃ التوبہ، 107:9-

Surah al Taubah, 9:107.

[33] امرتسری، ثناءاللہ، تفسیرِ ثنائی، لاہور، مکتبہ قدوسیہ، 2002ء، ج2، ص9۔

Amritsarī, Sanāullah, Tafseer-e-Sanaī, Lahore, Maktaba Qūdoosia, 2002, vol. 2, p. 9.

[34] عثمانی، محمد شفیع، معارف القرآن، ج4، ص460۔

Usmanī, Mūḥammad Shafī, Ma'ariful Qur'an, vol. 4, p. 460

[35] سورۃ محمد، 47:4۔

Surah Mūḥammad, 47:4

[36] فیروز الدین، فیروز اللغات، لاہور، فیروز سنز، 2012ء، ص989۔

Feroz-ud-Din, Feroz-ul-Lūghāt, Lahore, Feroz Sons, 2012, p. 989

[37] راغب اصفہانی، مفردات القرآن، دار القلم، 1430ھ/2009ء، ص636۔

Rāghib Asfahanī, Mūfredāt al- Qur'an, Dār al-Qalam, 1430 H / 2009, p.636

[38] المناوی، عبدالروف، التوقیف علی مہمات التعاریف، القاہرہ، عالم الکتب، 1410ھ/1990ء، ص259۔

Al-Mūnāwī, Abdūl Rouf, Al-Tawqif Ala Muhimat al-Ta'arif, Al-Qāhira, Alam al-Kūtub, 1410 H / 1990, p. 259

[39] سورۃ البقرۃ، 2:11۔

Surah al Baqarah, 2:11.

[40] سورۃ بنی اسرائیل، 17:4۔

Surah Banī Isra'il, 17:4

[41] السلفی، محمد لقمان، تیسیر الرحمٰن لبیان القرآن، ریاض، دار الداعی، 1422ھ/2001ء، ص797۔

Al-Salafī, Mūḥammad Luqman, Taisir al-Rahmān li Bayan al-Qur'an, Riyadh, Dar al-Da'i, 1422 H / 2001, P 797

[42] سورۃ المومنون، 23:71۔

Surah Al-Muminun, 71:23

[43] سورۃ روم، 30:41۔

Surah Al-Rome, 41:30

[44] عبدالسلام بن محمد، حافظ، تفسیر القرآن الکریم، لاہور، دار الاندلس، (س-ن)، ج3، ص504۔

Abdūl Salām bin Mūḥammad, Hāfiz, Tafseer al- Qur'an al-Karīm, Lahore, Dar al-Andalus, vol. 3, p.504

[45] سورۃ الاعراف، 7:127۔

Surah Al-A'raf, 7:127

[46] سورۃ مومن، 40:26۔

Surah Al-Mumin, 40:26

[47] سورۃ کہف، 18:94۔

Surah Al-Kahf, 18:94.

[48] سورۃ الرعد،13:25۔

Surah Ar-Ra'd, 13:25.

[49] محمد حنیف، تفسیر سراج البیان، ملک سراج دین پبلیشرز، ج،3، ص،602۔

Mūḥammad Hanif, Tafseer Surāj al-Bayan, Malik Siraj al-Din Publishers, vol. 3, p. 602

[50] محمد قطب، اسلام اور جدید مادی افکار، (مترجم، سجاد احمد کاندھلوی)، دہلی، مرکزی مکتبہ اسلامی، 1980ء، ص،304-305۔

Mūḥammad Qūtb, Islām aur Jadīd Madī Afkār, (Mūtarjām, Sājjad Aḥmed Kāndhlawi), Delhī, Markazi Maktaba Islamī, 1980, p. 304-305

[51] سورۃ العنکبوت،29:28-30۔

Surah Al-Ankabūt, 29:28-30

[52] سورۃ نمل،27:34۔

Surah Al Naml, 27:34

[53] سورۃ یونس،10:81۔

Surah Yūnus, 10:81